اشاعۃ السنۃ لنبوۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

نمبر یازدہم — جلد پنجم

بابت ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق نومبر ۱۸۸۲ء

روئیداد جنرل کمیٹی انجمن ہمدردی اسلامی

حسب قرارداد جلسہ عام انجمن ہمدردی جس سے اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۵ مین اطلاع دیگئی تہی ۱۴ جنوری ۱۸۸۳ء کو انجمن کی جنرل کمیٹی کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے (انجمن پنجاب کے) انجمن ہال مین منعقد ہوا۔

اس جلسہ مین ممبران انجمن ہمدردی کے علاوہ پبلک (عام) اعیان و اشخاص کے بہی بڑی بہیڑ بہاڑ تہی۔ پبلک اشخاص کو انجمن ہمدردی نے بہی دعوت کی تہی۔ چنانچہ انجمن کے جلسہ عام واقعہ ۲۹۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء مین باتفاق تجویز ہو چکا تہا اور اونکی دعوت کے لئے ایک خاص نوٹس (اطلاع) انجمن ہمدردی کے پریسیڈنٹ نواب عبدالمجید خان صاحب کے نام سے بہی جاری ہوا تہا۔ اس ترتیب و سبب سے انجمن ہمدردی اور پبلک کا ایک ہی وقت مین ایک ہی مقام پر اجتماع ہوا۔ پس باتفاق آراء ممبران انجمن ہمدردی اور پبلک کے یہہ قرار پایا کہ تجویزات انجمن ہمدردی نسبت لوکل سلف گورنمنٹ رزولیوشن (مقامی خود حکومتی کی تجویز) کا ان تجویزات سے جو پبلک کے سابق جلسون مین تجویز ہوئی ہین اور وہ اخبار انجمن پنجاب نمبر ۳ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۲ء مین اور مستقل طور پر شائع ہو چکی ہین۔ جنکا خلاصہ حاشیہ پر موجود

+ یہ تجویزات دو قسم ہین اول وہ جنپر تجویز کنندون کا پہلے جلسہ مین اتفاق ہو گیا تہا اور اب تجویزات انجمن ہمدردی کے مقابلہ سے انمین نسخ واقع ہوا قسم دوم وہ جنپر انمین ابہی اتفاق نہا قسم اول کا خلاصہ یہہ ہے۔ تعداد ممبران ۳۶ حسب تفصیل ذیل ہو۔

(۱) سرکاری عہدہ دارون کے چار ممبر ہون۔ سول سرجن انسپکٹر مدارس اکزیکیٹو انجینیر ریلوے

پریس مصطفائی لاہور مین چہپا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہے مقابلہ وموازنہ کیا جاوے - پھر جو تجویز ممبران انجمن ہمدردی اور پبلک کے اتفاق یا غلبہ رائے سے مستحسن قرار پائی وہ انجمن ہمدردی گورنمنٹ مین ارسال کرے -

بناءً علیہ انجمن ہمدردی کے تجاویز اور پبلک کی تجویزات کا مقابلہ وموازنہ ہوا اور بعد مباحثہ بلیغہ تجویزات انجمن ہمدردی پر من اولہا الی آخرہا اتفاق ہوا بجز چار مواضع کے جنمین غلبہ رائے حاضرین سے قدرے تبدل وتغیر واقع ہوا -

وہ مواضع معروض ذیل ہین - ناظرین اصل تجاویز انجمن ہمدردی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۰ کو پیش نظر رکھکر تجویزات پبلک سے جنکا خلاصہ حاشیہ مین منقول ہے مقابلہ کرکے ان مواضع تبدل وتغیر کو ملاحظہ مین لاوین -

(۲) درباری رؤسا چھ ہون تین ہندو تین مسلمان جو اردو مین نوشت خواند کر سکتے ہون اور عام انتخاب سے مقرر ہون (۳) تعلیم یافتہ آٹھ ہون جو اعلی درجہ کی لیاقت انگریزی یا اردو مین رکھتے ہون اور عربی اور سنسکرت مین بھی لیاقت رکھین تو اور عمدہ ہے انمین چار مسلمان چار ہندو ہون جنمین ایک ایک وکیل ہو - (۴) زمرہ تاجرون وزمینداروں سے آٹھ ممبر ہون جو کسی قسم کی نوشت خواند جانتے ہون - انمین چار زمیندار ہون چار تاجر (۵) ہر ایک سکشن لاہور سے جنمین لنڈہ بازار وانارکلی ومزنگ بھی داخل ہے دس ممبر منتخب کئے جاوین جو کسی زبان مین لکھ پڑھ سکین - اور **خلاصہ قسم دوم** یہ ہے (اول) ہر ایک مالک مکان یا کرایہ دار (جو پچیس روپیہ سالانہ کرایہ دیتا ہو) اور کاشتکار زمیندار کو انتخاب کا اختیار ہوگا (دوم) رؤسا کا درباری ہونا کافی ہے انکی آمدنی یا ملکیت کی شرط نہ ہو (سوم) تعلیم یافتہ ممبرون کے لئے ضرور ہے کہ انکی دو ہزار مالیت کی جایداد یا ۵۰۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو (چہارم) تجارت پیشہ ممبرون کے لئے دس ہزار مالیت کی جایداد ہو یا سو روپیہ ماہوار کی آمدنی - کاشتکارون وزمینداروں کے لئے اسکا نصف (پنجم) ممبران کے لئے ضرور ہے کہ وہ لاہور کے باشندے ہون یا وہان کے مقیم ساکن -

(ششم) ہر سکشن مین ایک چھوٹی کمیٹی ۵ + ۵ ممبرون کی بنائی جاوے ان ممبرون کا انتخاب

(۱) جو انجمن ہمدردی نے بلحاظ وصف سوم وچہارم سرکاری عہدہ داروں کا انتخاب تجویز کیا تھا اور بناءً علیہ زمرہ سوم مین افسران سرکاری (اکزکٹو انجینیر۔ سول سرجن۔ مقامی اعلیٰ افسر سررشتہ تعلیم) کو ممبر قرار دیا تہا اسمین افسرونکا عدد تو وہی رہا مگر انکا ممبر ہونا منسوخ ہوا صرف صلاحکار و مشیر (جنکو رائے دینے کا اختیار نہین ہوتا) ہونا قرار پایا۔

(۲) زمرہ اول کے جو چار ممبر تجویز ہوئے تہے بجائے اون کے چہہ قرار پائے مگر نسبت بلحاظ مذہب وہی رہے (یعنی نصفا نصف)

(۳) زمرہ دوم سے یوروپین وکیل نکالا گیا اور باقیماندہ دس ممبرون کے آٹہہ مقرر ہوئے جنمین کم سے کم ایک دیسی حکیم (بمقابلہ سول سرجن) بہی مقرر ہوا۔

صرف رضامندی اہل محلہ پر بلا لحاظ آمدنی وغیرہ کے چہوڑا جاوے۔ یہہ کمیٹی اپنے انتخاب سے ایک میر مجلس مقرر کرے یہہ میر مجلس ایک بڑی کمیٹی شہر کا ممبر ہو۔ (ہفتم) کمیٹی شہر و حصہ شہر کے ممبرون کی میعاد تقرر دو سال ہو۔ دو سال کے بعد نصف ممبر نئے منتخب ہون پہلے نصف کسی طریق مناسب سے علیحدہ کئے جاوین اور اگر وہ دوبارہ انتخاب مین آجاوین تو اونکو روک نہ ہو (ہشتم) طریق انتخاب یہہ ہو کہ بیس ممبرون کی ایک کمیٹی قایم ہو جسمین ہندو مسلمان مساوی ہون وہ کمیٹی شہر کی دس سکشنون مین پہر کر لوگون کو اصول سلف گورنمنٹ سمجہاوین اور رغبت دلاوین کہ وہ اپنے اپنے محلہ سے پانچ پانچ آدمیون کی (جو انکے وکیل و مختار ہون جنکا ساختہ و پرداختہ انکو ماننا پڑے) کمیٹی بنا دین وہ کمیٹی ایک میر مجلس خود مقرر کرلے وہ دس میر مجلس دس سکشنون کے پہلے چہہ درباریون کا انتخاب کرین۔ پہر وہ درباری اور دس میر مجلس اور لوگون کا انتخاب کرین۔ جب ۳۶ ممبرون کے کمیٹی بن جاوے تو وہ اپنا میر مجلس خود مقرر کرلین۔

انجمن ہمدردی کی تجویزات نے ان تجویزات کے اکثر حصہ کو فضول و ناقابل قبول قرار دیا اور اسکے سکرٹری اور ممبرون نے اسکا فضول و ناقابل قبول ہونا بحث و دلایل سے ثابت کیا جسکو جملہ حاضرین بلکہ خود مجوزین نے مان لیا۔ **از انجملہ** چند دلایل کو بطور تمثیل و نمونہ ذکر کیا جاتا ہے

(۴) زمرہ چہارم مین باستثناء یوروپین تاجر زمیندارون اور تاجرون کو مساوی کیا گیا (یعنے ۴ زمیندار اور ۴ تاجر)۔

ان مواضع کے سوا باقی سب دفعات تجویز انجمن ہمدردی نمبر ایک سے آٹھ تک جنمین بڑی محل دفعات ۵ و ۶ بحث تہین قایم و مسلم رہین۔ اور تجویزات پبلک منسوخ ہوکر تجویزات انجمن ہمدردی کے تابع ہوئین۔ **علاوہ بران** ایک شرط جو دونو تجویزون مین نہ تہی غلبہ رائے ممبرون سے انمین بڑہائی گئی کہ ممبر کی عمر ۲۴ سال سے کم نہ ہو ایک شرط اسمین یہہ بہی لگائی گئی تہی کہ جو ممبر زمانہ ممبری مین مجنون ہو جاوے وہ باتفاق رائے ممبران خارج کیا جاوے مگر اس شرط کو ممبران انجمن ہمدردی نے شرط فہم و فراست کے لحاظ کر لینے کے بعد بیفایدہ سمجہا اور تجویزات انجمن ہمدردی کی دفعہ ۸ نے (جس پر اتفاق کل ہوگیا) بہی اسکو منسوخ کر دیا۔

---

(۱) تجویز (نمبر ۶) مین جو کمیٹی ہاے حصہ شہر کے میر مجلسون کو بڑی کمیٹی شہر کا ممبر بنانیکا ذکر ہے اس سے اگر علاوہ ان دس ممبرون کے جو دس سکشنون سے بذریعہ انتخاب تجویز کئے گئے ہین اور دس ممبر مراد ہین تو اسمین ممبران کا عدد بڑہ جاتا ہے جو قرارداد سابق کا خلاف ہی۔ اور نیز منشاء رزولیوشن گورنمنٹ کے مخالف ہی۔ اور اگر اس سے وہی دس ممبر سکشنون کی مراد ہین تو اسمین یہہ خلل ہے کہ ان دس ممبرون کے انتخاب کنندہ صرف پانچ آدمی ہون گے۔ جن کے ساتہہ آمیزش و سازش امیدوار آسان ہے

(۲) تجویز نمبر ۸ مین جو پانچ آدمیون کو کل اہل محلہ کا وکیل و مختار کار جسکا ساختہ و پرداختہ سب کو ماننا پڑی بنایا ہے پہر ان کے انتخاب سے ایک میر مجلس کو انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے اسمین بہی سازش و رشوت کا دخل آسان ہے۔ پانچ آدمیون کو پہر ان مین سی ایک میر مجلس کو تہوڑا سا روپیہ یا تہوڑی سی سفارش سے بہی امیدوار اپنی موافق کر سکتا ہی۔

اسی قسم کے اور دلایل ہین جنسے وہ تجویزات ردی ہوئی ہین۔ پر ان کے تفصیل مین تطویل متصور ہے۔

سوال

حکام وقت نے ایک قانون مقرر کیا ہے کہ جو کاشتکار موروثی ہین یعنی قدیم سے کسی کے زمین مین کاشتکاری کرتے چلے آتے ہین اون کو مالک زمین برطرف نہین کرسکتا مالک کی مالکیت اِس قدر ہی کہ جب وہ کاشتکار لاولد مرجاوے یا کہین فراری ہوجاوے یا معاملہ دینی سے عاجز ہوجاوے وعلی ہذا القیاس تو وہ زمین اصل مالک کو ملجاوے گی اور اس سے معاملہ وصول کیا جاویگا یہ حق کسی دیگر کو نہ ہوگا - گویا یہ حق مالکیت بعض احکام مین ولاء کے مشابہ ہوا - پس سوال ہے کہ آیا یہ حکم شرعًا بھی نافذ ہوسکتا ہے یا برخلاف اسکے مالک زمین اوس کاشتکار موروثی کو زمین سے برطرف کرسکتا ہے - بینوا توجروا +

الجواب

دراصل زمین اوجاوس پر ہے سب مین سبھی کو استحقاق ہے بحکم اس ارشاد

هو الذي خلق لكم ما في الأرض جميعًا - (بقرہ ع ۳)

خداوندی کے کہ خدا نے تمہارے لئے جو کچھ زمین مین ہے پیدا کیا ہے جو سورہ بقر مین ارشاد ہوا ہے - امام رازی نے اِسکی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے کل اشیاء کو کل مخلوق کے لئے بنایا ہے جس سے ایک کا

انه تعالى قابل الكل بالكل فيقتضي مقابلة الفرد بالفرد والتعيين يستفاد من دليل منفصل (تفسیر کبیر صفحہ ۳۷ جلد ۱)

ایک سے مقابلہ ہوسکتا ہے پھر یہہ خصوصیت وتعیین کہ فلان چیز فلان شخص کے لئے ہے جداگانہ دلیل سے ہوسکتی ہے -

علماء نے کہا ہے کہ خدا تعالی نے خصوصیات انتفاع کے لئے استیلاء کو سبب مقرر کردیا ہے اور یہہ استیلاء کئی وجہ سے متحق ہوتا ہے ہبہ - بیع - آبادی زمین افتادہ کی ارث وامثال اسکے - وازانجملہ استیلاء حکام وقت ہے قہر وغلبہ سے خواہ وہ کسی ملت

کے ہون مسلم خواہ کافر۔

حدیث سی ثابت ہے کہ جب مکہ سے مسلمان ہجرت کر گئے تو اُن کے گہر عقیل نے جو اسوقت کافر تہا دبا لئے اور وہ اسکی ملک ہو گئے اور آنحضرت نے ان کے ملک و تصرفات کو نہ اٹہایا

عن اسامة بن زيد قال قلت يا رسول الله اين تنزل غدًا في حجتك قال وهل ترك لنا عقيل من دار رواه البخاري قال القسطلاني في شرح هذا الحديث وباع عقيل ما كان للنبي صلعم ولمن هاجر من بني عبد المطلب كما كانوا يفعلون بدور من هاجر من المومنين۔

صحیح بخاری مین اسامہ سی روایت ہے کہ اوس نے حج مین کہا یا رسول اللہ آپ کل کہان اُترینگی آپنے فرمایا کیا عقیل نے ہماری لئے کوئی گہر چہوڑا ہے **قسطلانی** نے اِس حدیث کی شرح مین کہا ہے حضرت عقیل بن ابیطالب نے (جو اسوقت مسلمان نہ تہے) آنحضرت کی اور دیگر مہاجرین اولاد عبد المطلب کے گہر فروخت کر دئی تہی جیسا کہ وہ اور مہاجرین مومنون کے گہرون سے کیا کرتے +

ایسا ہی کتب فقہ حنفیہ مین مثل **ہدایہ** وغیرہ کے اختیار کیا ہے کہ کفار استیلاء و قہر سے زمین کے مالک ہو جاتے ہین۔ بناءً علیہ جب نصاری حکام ان بلاد کو اِس زمین پر استیلاء ہوا تو وہ مالک ہو گئے پس جو تصرف وہ چاہین اسمین کرین کسیکو مالک بناوین کسیکو کاشتکار اور جسکو جو حق چاہین سو دین شرع اُن کے اِس قسم کے تصرفات کو باطل نہ کریگی بلکہ نافذ رکہے گی۔

اِس جواب سی یہہ بھی ثابت ہوا کہ اور بہی جس قسم کے تصرفات بشرطیکہ اُنمین صریح ممانعت نہ ہو حکام وقت اپنے مقبوضہ و مملوکہ زمین مین کرتے ہین یا کرین گے جیسے غلہ وغیرہ تجارتی اشیاء پر (بجز اُن چیزون کے جن کے استعمال مین خدا تعالی نے بندون کا روحانی و جسمانی نقصان دیکہہ کر اُن کے بیع و شراء و استعمال سے منع کر دیا ہے

جیسے شراب وغیرہ) محصول لگانا - یا مکانون یا اور استعمالی چیزون (بگہی گہوڑے) یا اشخاص پر ٹیکس لگانا یا زرعی زمین پر خراج مقرر کرنا شرع انکو باطل نہین کرتی اور ان کامون مین اگر اہل اسلام حکام کی ملازمت اختیار کرین یا بلا معاوضہ ان کامون کی کمیٹیون کے ممبر ہو جاوین تو اونکو اسمین گناہ نہین ہے -

یہہ بات ہم نے اسلئے جتادی ہے کہ آجکل لوکل سلف گورنمنٹ یعنی مقامی خود حکومتی وخود مختاری کی کمیٹیون کی تجویز ہو رہی ہے اون کمیٹیون مین شامل ہونے سے ہمارے بعضے ناواقف بہائیون کو معصیت کا خوف ہے -

وہ صاحب اس فتوی کو غور سے پڑہین اگر اوسمین وہ اپنے خیال کی غلطی سے اطلاع پاوین تو اُن توہمات وتشکیکات سے باز آوین - اور مسلمانون کو ان کمیٹیون کا ممبر بننے سے نہ روکین انکی اس حالت ذلت پر ترحم فرماوین - اور اگر اسمین کچہہ عذر رکہتے ہین تو اس سی ہمکو خاص طور پر اطلاع دین -

اور نوکریون کے باب مین ہم ایک جداگانہ فتوی تحریر مین لاتے ہین -

سوال

مسلمانون کو کفار کی نوکری جائز ہے یا ناجایز اور مسلمان اور کافر کی نوکری مین کچہہ فرق ہے ؟

جواب

جو کام مسلمانون کو بجائے خود کرنا جایز ہے اوسمین اوسکو نوکری (مسلمان کی ہو یا اور مذاہب والون کی) بہی درست ہے اور جو کام بجائے خود کرنا ناروا ہے اسمین کسیکی (مسلمان ہو یا غیر) نوکری بہی جائز نہین - اسمین کفر واسلام کو کچہہ دخل نہین اور مسلمان اور غیر مسلمان مین کچہہ فرق نہین - جواز وعدم جواز کا مدار ومناط اصل کام کا جایز یا ناجایز ہونا ہے -

۱ کافر ایسا وسیع لفظ ہے کہ ہر فرقہ اپنے مخالف کو کافر کہہ سکتا ہے بلکہ معنی لغوی کے لحاظ سے تو ہر فرقہ اپنے آپ کو دوسرے کے مذہب سے کافر یعنی منکر کہتا ہے اسی محاورہ سے انبیاء نے دین مشرکین سے انکار کرنیکو کفر کہا ہے - دیکہو اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۴ صفحہ ۲۹ پس اس لفظ کو مہذب مخالفین اسلام تہذیب کے مخالف نہ سمجہین -

پھر جس کام کو ناجایز قرار دین اسکا بالیقین ناجایز ہونا ضروری ہے عدم جواز کا محتمل ہونا کافی نہین لہذا جو کام جواز و عدم جواز دونون کا احتمال رکھتا ہے اور مسلمان کو اسکے عدم جواز کا علم نہین ہے وہ کام اوسکو بجائے خود یا کسیکی نوکری سے کرنا ناجایز نہ ہوگا۔

اِسکی مثال تلوار بنانا ہے جو ایک گناہ بھی ہو سکتا ہے جبکہ اس تلوار کو بے محل استعمال کرنے اور اوسکے ساتھہ کسی بیگناہ کا سر کاٹنے کے لئے بنایا جاوے اور وہ باعث و موجب ثواب بھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ ظالم انسان یا موذی حیوان کے سر کاٹنے کو بنائی جاوے۔ یہہ کام مسلمان کو اپنے لئے بھی جایز ہے اور دوسرکیا نوکر ہو کر بھی درست ہے بشرطیکہ اوسکو اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو شخص (مسلمان یا کافر) مجھسے تلوار بنوائیگا وہ اسکو بے محل استعمال مین لاویگا۔ گو پیچھے کر وہ بمحل ہی استعمال مین لائی جاوے۔

ایسی ہی اور بہت سی مثالین ہین جیسے اناج بونا یا درخت لگانا یا غلہ فروخت کرنا یہ کام گناہ بھی ہو سکتے ہین جبکہ زمین کی پیداوار یا درخت کے پھل یا غلہ کی قیمت کو بمحل صرف کیا جاوے اور اسی نیت سے اون چیزون کو پیدا کرنیکے لئے وہ کام کئے جاوین اور یہہ کام طاعت و موجب ثواب بھی ہو سکتے ہین جبکہ ان سے کار خیر کا ارادہ کیا جاوے لہذا یہہ کام مسلمانون کو اپنے لئے بھی کرنے جایز ہین اور انمین دوسرون (مسلمان ہون یا کافر) کی نوکری بھی درست ہے جس حالمین کہ اون کو یہہ علم نہ ہو کہ جو شخص ان سے یہہ کام کراتا ہے وہ اِن کامون سے گناہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

اِن مثالون سے جس صورت کو ہمنے ناجایز کہا ہے وہ بعینہ قرآن و حدیث مین وارد ہے اور سلف و خلف علماے اسلام کے اقوال و افعال اسکے جواز پر شاہد ہین۔

قرآن مین ارشاد ہے کہ یوسف علیہ السلام نے (مصر کے) بادشاہ (ریان بن الولید) سے کہا کہ تو مجھے اِس سرزمین کے خزانون (غلات و اموال)

قال اجعلنی علی خزائن الارض (سورہ یوسف)

وغیرہ) پر مختار کردی۔

علامہ مفسرین نے لکھا ہے کہ ریان بن الولید (اسوقت کا) بادشاہ مصر کافر تہا پھر کہ یوسفؑ پر ایمان لایا۔ اور عام مصریونکا اسوقت بت پرست ہونا اور حضرت یوسف کا قید یو کو یہہ کہنا کہ مین اوس قوم کے ملت پر نہین ہون جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہین رکہتے اور خدا تعالی کا حضرت یوسف کی شریعت یعقوبی مین سزای چوری کو بادشاہ دین کے مخالف کہنا عام مفسرین کے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔

اسی سے مفسرین نے مسلمان کے لئے کافر کی ایسی نوکری کا (جسمین حق کی اقامت ہو) جواز نکالا ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے

لقائل ان یقول لو طلب یوسف الامارۃ والنبی صلعم قال لعبد الرحمن بن سمرۃ لاتسال الامارۃ وایضا فکیف طلب الامارۃ من سلطان کافر (الی ان ذکر اسئلۃ اخری ثم قال) فھذہ اسئلۃ سبعۃ لابد من جوابھا فنقول الاصل فی جواب ھذہ المسائل ان التصرف فی امور الخلق کان واجبا علیہ فجاز ان یتوصل الیہ باییّ طریق کان الی ان اثبت الاجوبۃ بدلایل ثلثۃ۔ (تفسیر کبیر ص ۲ جلد ۵)

یہان کوئی سوال کرسکتا ہی کہ حضرت یوسفؑ نے خزائن کی امارت کیون چاہی آنحضرت نے تو امارت طلب کرنیسے منع کیا ہے (امارت بہی کافر بادشاہ سے چاہئے۔ اسی قسم کے سات سوال ہین انکا جواب یہہ ہی کہ لوگون کے کامون مین تصرف ان پر واجب تہا یعنی یہہ کام انکا اپنا فرض تہا۔ پہر اسکو جس طرح سکے چاہا حاصل کیا پہر اسکے دو جواب اور دی ادا نکا صحیح ہونا تین دلائل سے ثابت کیا ہی سا دیہہ وہی بات ہوئی جو ہمنے کہا ہے کہ نوکری مین کفر و اسلام کا کچہہ دخل نہین ہے۔ اسمین اصل فعل کو دیکہنا چاہئی جیسا اصل فعل ہوگا ویسا ہی حکم ہوگا (یعنی جواز یا عدم جواز جیسی صورت ہو)۔

تفسیر فتح البیان (جو تفسیر فتح القدیر امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا خلاصہ ہے) مین فرمایا ہی

طلب یوسف منہ ذلک لیتوصل

کہ یوسفؑ نے مصر کے خزائن (طعام و اموال) کی

الی نشر العدل ودفع الظلم ویتوسل به
الی دعاء اهل مصر الی الایمان بالله تعالی
وترك عبادة الاوثان وفیه دلیل علی انه
یجوز لمن وثق من نفسه اذا دخل فی
امر من امر السلطان ان یرفع منار الحق
ویهدم ما امکن من الباطل ان یطلب
ذلك لنفسه .... ولکنه یعارض هذا
الجواز ما ورد عن النبی صلی الله علیه وسلم
من النهی عن طلب الولایة والمنع من تولیة
من طلبها او حرص علیها وکان یوسف
طلبه ابتغاء لوجه الله لا لحب الملك
والدنیا۔ وبهذا جمع بینهما الی ان قال
وقد استدل بهذه الآیة علی انه یجوز
تولی الاعمال من جهة السلطان الجائر
بل الکافر لمن وثق من نفسه بالقیام
بالحق وقد قدمنا الکلام مستوفی علی هذا
فی قوله سبحانه ولا ترکنوا الی الذین ظلموا
وقال مجاهد ولم یزل یوسف یدعو الملك
الی الاسلام ویتلطف به حتی اسلم الملك

سرداری اسلئے چاہی کہ وہ اسکے سبب سے عدل پھیلائین
اور ظلم اوٹھادین اور اسکے ذریعہ سے مصریون کو
ایمان کیطرف بلادین اور ان سے بتون کی عبادت
چھوڑادین۔ اسمین اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ جو
کوئی اپنے نفس پر اعتماد رکھے کہ امور سلطنت مین
دخیل ہوگا تو حق کو عزت دیگا اور باطل کو جہانتک
ہوسکا مٹادیگا تو اوسکو ان امور کا طلب کرنا جایز
ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امارت طلب
کرنیکی ممانعت آئی ہے وہ اسکے مخالف ہے
ولیکن اسمین یون تطبیق ہوسکتی ہے
کہ یوسف علیہ السلام نے ذاتی غرض کے لئے
امارت نہین چاہی"۔ پھر فرمایا "علماء نے اس سے
استدلال کیا ہے کہ ظالم ملکہ کافر بادشاہ کی
نوکری جایز ہے اُس شخص کے لئے جو اپنے نفس
پر قایم رہنے کا اعتماد رکھتا ہو۔ اس بات مین پوری
بحث ہم آیہ ولا ترکنوا الخ کے ذیل مین کر چکے
ہین۔ مجاہد تابعی نے کہا ہے کہ یوسف بادشاہ
کو اپنے دین کیطرف بلاتے رہے یہانتک کہ وہ مسلمان
ہوگیا اور بہتیرے اور بھی۔

اور جو اسمین بدیل آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا کہا ہے اسکا حاصل یہی ہے
وقیل انها عامة فی الظلمة من غیر فرق | کہ اس آیت مین عام ظالمون (کافر ہون خواہ مسلم

بين كافر ومسلم وهذا هو الظاهر
من الاية فان قلت قد وردت الادلة الصحيحة
بوجوب طاعة الائمة والسلاطين
والامراء وظاهر ذلك انهم وان بلغوا
في الظلم الى اعلى مراتبه وفعلوا اعظم
انواعه مما لم يخرجوا به الى الكفر البواح
فان طاعتهم واجبة فان اعتبرنا
مطلق الميل والسكون فمجرد هذه
الطاعة المامور بها مع ما تستلزمه
من المخالطة هي ميل وسكون وان
اعتبرنا الميل والسكون ظاهرا وباطنا
فلا يتناول النهي في هذه الاية من مال
اليهم في الظاهر لامر يقتضي ذلك شرعا كالطاعة
او للتقية ومخافة الضرر او لجلب مصلحة عامة
او خاصة او دفع مفسدة عامة او خاصة قلت اما الطاعة
على عمومها بجميع اقسامها حيث لم تكن في معصية الله
فهي على فرض صدق مسمى الركون عليها مخصصة
لعمومها النهي عنه بادلتها التي قدمنا الاشارة
اليها ولا شك في هذا ولا ريب فكل من امروه ابتداء
ان يدخل في شيء من الاعمال التي امرها اليهم مما لم يكن
من معصية الله كالمناصب الدينية ونحوها اذا وثق

کی اطاعت ومیلان کا حکم بیان ہوا ہے اور
یہی اس آیت کے ظاہری معنے ہین لیکن اگر
ہر قسم کی اطاعت ظالمون کو اس میلان
ممنوع مین داخل سمجہا جاوے تو اس سے اون
احادیث کا خلاف ہوتا ہے جنمین فاسق اور
ظالم مسلمان بادشاہون کی اطاعت کا حکم
آچکا ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسمین وہ اطاعت
داخل نہ کیجاوے جس مین معصیت متصور
نہ ہو پس جسکو وہ ظالم ایسے امور مین مامور
کرین جو گناہ نہ ہو بلکہ اس مین اداے
واجب متصور ہو تو ان کامون مین ان کی
اطاعت واجب ہے نہ صرف جایز۔

رہا اُن ظالمون سے میل جول سو اگر کسی
خاص یا عام مصلحت کے لئے ہو تو بشرطیکہ
اُن کے ظلم پر دل سے خوشی نہ ہو بلکہ کراہت
جایز ہے۔

اسمین بہی ہمارے اس بیان کی تصدیق
ہے کہ نوکری کے کام کو دیکہنا چاہئے کہ وہ کیسا ہے
(طاعت ہے یا معصیت) اس شخص پر جسکی
نوکری کیجاوے نظر و خیال ضروری
نہین ہے۔

دوسری دلیل - صحیح بخاری مین ایک باب مقرر کیا ہے جسکا عنوان یہ ہے

باب هل يواجر الرجل نفسه من مشرك في ارض الحرب -

کہ کیا مشرک کی نوکری یا مزدوری اونکی زمین یا ملک مین جایز ہے -

حدثنا عمر بن حفص ثنا ابي ثنا الاعمش عن مسلم عن مسروق قال ثنا خباب قال كنت رجلا قينا فعملت للعاص بن وائل فاجتمع لي عنده فاتيته اتقاضاه فقال لا والله لا اقضيك حتى تكفر بمحمد فقلت اما والله حتى تموت وتبعث فلا - قال واني لميت ثم مبعوث قال نعم قال فانه سيكون لي ثم مال وولد فاقضك فانزل الله تعالى افرايت الذي كفر بايتنا وقال لاوتين مالا وولدا -

(صحیح بخاری ج ۳ ص ۶۹۱ وذکر السیف فی ص ۶۹۱)

پہر اسکے جواب اور ثبوت مین خباب رضی اللہ تعالے عنہ صحابی سے یہہ حدیث نقل کی ہے کہ اونہون نے کہا کہ مین لوہار کا کام کیا کرتا تہا - پس مینے عاصی بن وایل (رئیس مشرکین مکہ) کے لئے تلوار بنائی - جب میرا حق اوس کے پاس جمع ہوا تہا تو مین اسکے تقاضے کے لئے اوس کے پاس گیا اوس نے کہا کہ جبتک تو محمد رسول اللہ سے منکر نہ ہو جائیگا تیرا حق نہ دون گا - مینے جواب دیا بخدا مین اسوقت تک کہ تو مرے اور پہر اوٹہے اون سے منکر نہ ہون گا - وہ بولا مین مرون گا تو پہر کیا اوٹہایا جاون گا ؟ خباب نے کہا ہان تو اٹہایا جاویگا - وہ بولا وہان میرا مال بہی تو میرے پاس ہی ہوگا مین وہین تیرا حق ادا کر دونگا - تسپر خدا نے یہہ قول نازل فرمایا - تو نے اسکو بہی دیکہا جو ہماری آیتون سے منکر ہوا اور بولا (قیامت کے دن) مین مال و اولاد دیا جاؤنگا -

اس حدیث کی شرح مین عسقلانی اور قسطلانی نے شروح بخاری مین کہا ہے اس حدیث

ووجه الدلالة ان العاصي كان مشركا وكان خباب اذ ذاك مسلما

سے ملازمت (یا اجرت) مشرکین اس وجہ سے جایز معلوم ہوتی ہے کہ عاصی مشرک تہا اور خباب اسوقت

ومکۃ حینئذٍ دار حرب واطلع علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم واقرہ۔
(قسطلانی ص۱۵۳ وشذ فی الفتح)

مسلمان تھا اور مکہ اسوقت دار الحرب تھا اور اس فیصلہ پر آنحضرت (مین کہتا ہون خود خدا تعالی) مطلع ہوے اور اوس کو مسلم و برقرار رکھا۔

اسی کلام کے متصل ان کتابون مین یہہ بھی کہا ہے مگر اسمین احتمال ہے کہ یہہ جواز ملازمت (یا اجرت) حالت ضرورت مین ہو یا یہہ مشرکین سے لڑنے کی

ولکن یحتمل ان یکون الجواز مقیدا بالضرورۃ وقبل الاذن بقتال المشرکین والامر بہ اذا امن المومن نفسہ۔

اجازت سے اور مومن کو ذلیل نہ ہونے کے حکم سے پہلے ہو یعنے پیچھے کہ یہ حکم جواز منسوخ ہوگیا ہو۔

ولیکن ہم ان ہی کتابون کے دس بیس ورق آگے پیچھے سے الٹا کر دیکھتے ہین تو اسمین صاف لکھا ہوا پاتے ہین کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہین ہوتا

النسخ لا یثبت بالاحتمال۔
(قسطلانی جلد ۴ ص۲۴۵ وص۳۳۶ وغیرہ)

ومعہذا یہہ احتمالات بھی ضعیف و بلا وجہ ہین۔

حالت ضرورت سے مقید ہونے کا احتمال تب باوجہ ہوتا ہے جبکہ ممانعت ملازمت یا اجرت کفار کسی دلیل سے ثابت ہوتی اور جس حالت مین اس ممانعت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوئی اور نہ کسینے پیش کی ہے تو جواز کو حالت ضرورت پر محمول کرنیکا احتمال کیا معنی رکھتا ہے؟

لڑائی کے حکم سے جواز کے اوٹھہ جانیکا احتمال بھی بلا وجہ ہے۔ کفار سے لڑائی کرنیکا حکم ایسا عام نہین ہے کہ اس سے عام کافرون کی ملازمت یا اجرت کی ممانعت ثابت ہو جن کفار سے باتفاق مسلمانان روئی زمین لڑائی کرنیکا ابتک حکم نہین (جیسی عورتین یا بڈھے لوگ یا راہب گوشہ نشین جنسے مسلمانون کو خوف ایذا نہ ہو یا کفار محاربین

جنسے مسلمانوں کا عہد و پیمان مصالحۃ ہو چکا ہو خواہ وہ اپنے جائے سلطنت و حکومت مین ہون خواہ مسلمانوں کے رعایا اور امان مین ہون) اون کی نوکری کو لڑائی کے حکم کے کیا مزاحمت و ممانعت ہے کہ اس سے اسکا رفع و منسوخ ہونا متصور ہو۔

مومن کے ذلیل نہ ہونے کی بابت اگر بالفرض کوئی عام حکم کتاب و سنت مین وارد ہوا ہے تو اس سے صرف ان نوکریون اور اجرتون کی ممانعت اور منسوخیت ثابت ہوگی جنمین مسلمان کے ذلت متصور ہے جیسی خدمتگاری یا کفش برداری نہ ان نوکریون اور اجرتون کے ممانعت و منسوخیت جو اس قسم سے نہین ہین جیسے جناب صحابی کا تلوار بنانا یا حضرت یوسفؑ کا بادشاہ مصر کا نائب بنجانا۔

اور اگر کسیکو یہ ادعا ہے کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین انکی عزت یا شوکت یا خاطرداری و تابعداری پائی جاوے۔ یا اُن کے سامنے مسلمان کا مغلوب یا زیر یا محتاج ہونا متحقق ہو) جایز نہین اور اسمین مسلمانون کی ذلت اور کفار کی عزت متصور ہے تو اس پر کتاب و سنت کی شہادت پائی نہین جاتی۔

ہر چند بعض موقعون† پر کفار کے سامنے دب جانے یا اُن کی توقیر کرنیکی ممانعت آچکی ہے اور اونکو دبانے اور خود ان پر غالب رہنے کی ترغیب وارد ہے مگر وہ ترغیب و ممانعت ہر موقع کے لئے نہین ہے اور نہ ہر کافر کی نسبت ہے۔ بہتیرے مشرک اور کافر ایسے ہین کہ وہ اس ترغیب و ممانعت سے مخصوص و مستثنی ہین اور بہت سے موقعون پر خدا تعالی اور اُس کے رسول اور انکے پیروان مقبول کے کفار و مشرکین کے ساتھ ایسے معاملات

---

† جنکا آیات "اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین" و حتی یعطوا الجزیة عن ید وهم صاغرون" اور ولنخرجنهم منها اذلة وهم صاغرون اور احادیث مثل لا تبدؤا الیهود والنصاری بالسلام۔ واذا لقیتم احدهم فی طریق فاضطروه الی اضیقه وانا لا نستعین بمشرک۔ وغیرہ۔ مین ذکر وارد ہے۔

ہوئے ہین جنمین کفار کی تذلیل نہین ہے بلکہ اُن کی خاطرداری و توقیر پائی جاتی ہی
اِنکی تفصیل کا اصلی محل تو ہمارا رسالہ **الاقتصاد فی مسایل الجہاد** ہے
اسمقام مین چند تمثیلات ان معاملات کی ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

(۱) خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ اگر کفار تجہہ سے (اے پیغمبر) صلح کے لئے جہکین تو

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی الله

تو بہی جہک جا اور خدا تعالی پر بہروسا کر - ظاہر ہے کہ صلح مین ہر ایک فریق دوسرے فریق کے آگے کسیقدر دب جاتا ہے اور ایکدوسرے کو ذلیل نہین کرتا خصوصاً جبکہ وہ صلح مال پر نہ ہو -

(۲) خدا تعالی نے بعض کفار (والدین واقارب وذوی الارحام) سے ایسا ہی صلہ

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة (بنی اسرائیل ع ۲) ووصینا الانسان بوالدیه وان جاهداك علی ان تشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فی الدنیا معروفا - (لقمان ع ۲)

وفروتنی کا حکم دیا ہے جیسا کہ مسلمان والدین واقارب سے - انمین اُن مین فرق صرف اتنا ہے کہ کفار سے دین مین دوستی وشراکت واعانت نہ کرین -

(۳) خدا تعالی نے اون کفار سے جو مسلمانون کے ساتہہ دین پر نہین لڑے نیکی اور دوستی

لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین - انما ینهاکم عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم (الممتحنه ع ۲)

سے منع نہین کیا بلکہ اُن کفار سے نیکی اور دوستی سے منع کیا ہے جو† دین پر اون سے لڑین اور اون کو گہرون سے نکال دین اور اون سے لڑنے والون کو مدد دین -

† اس آیت سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ جو اور آیات (لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله (مجادلہ ع ۳) ومن یتولهم منکم فانه منهم (مایدہ ع ۸ نوبہ ع ۳) وغیرہ) مین کفار کی دوستی کو کفر ٹہرایا ہے اس سے دین کی دوستی مراد ہے یعنی دین کی نظر سے انکی محبت رکہنا اور انکے دین کو پسند کرنا (دیکہو تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۵ جلد ۲)

(۴) خدا تعالیٰ نے اہلکتاب عورتوں کا نکاح مسلمانوں کے لئے مباح کردیا ہے اور

الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب (مائدہ ۶)	اور منکوحہ عورتوں سے جو کچھ محبت و اعزاز و اکرام مردوں کیطرف سے ہوتا ہے وہ مخفی نہیں ہے۔

(۵) ایلہ کے عیسائی بادشاہ (یوحنا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک

اھدی ملک ایلۃ للنبی صلعم بغلۃ بیضاء فکساہ بردا وکتب لہ ببحرھم۔ (صحیح بخاری باب قبول ہدایا المشرکین صفحہ ۳۵۶)	سفید زنگ کی خچر بطور ہدیہ بھیجی آپنے وہ قبول کی اور اسکو (بطور ضنعت) چادر عطا کی اور اس علاقہ کی سرداری لکھدی۔

(۶) اکیدر (عیسائی) دومۃ (الجندل کے رئیس) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

عن انس ان اکیدر دومۃ اھدی الی النبی صلعم جبۃ سندس (بخاری صفحہ)	خدمت میں ایک ریشمین جبہ ارسال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

ہدیہ کا قبول کرنا ایک نوع اعزاز اور وسایل محبت سے ہے۔ اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تھادوا وتحابوا یعنے آپسمیں ہدیہ لو اور دو۔ اس سے تمہاری آپسکی محبتیں بڑہیں گی۔

(۷) آنحضرت صلعم اون کفار سفیرون کو جو سلاطین (مخالفین اسلام) کیطرف

اجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم (بخاری صفحہ) ای اکرموھم بالضیافۃ والتطییب لنفوسھم والاعانۃ لھم سواء کانوا مسلمین او کفارا	سے آپکے پاس آتے تھے انعام عطا فرماتے تھے اور اس امر کی اپنے جانشینوں کو آپ تاکید کر گئے۔

(۸) آنحضرت صلعم نے ہرقل (عیسائی بادشاہ روم) کو خط لکھا اور اوسمیں اوسکو

من محمد بن عبد اللہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی (بخاری صفحہ)	بخطاب عظیم الروم مخاطب فرمایا پھر شرطی اور ضمنی سلام بھی اوسکو لکھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(۹) آنحضرت صلعم نے کفار مکہ کی بکریاں چرانے کی نوکری کی ہے۔ یہ فعل آنحضرت

عن النبی صلعم ما بعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابہ وانت یا رسول اللہ قال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکۃ (بخاری ص۳۰۱)

کا اگرچہ قبل نبوت واقعہ ہوا ہے مگر اسکا بیان آنحضرت سے بعد نبوت ہوا ہے سو اگر ناجایز امر ہوتا تو اسکے بیان کے ساتھ اسکے عدم جواز کا اظہار بھی ضروری تھا۔

(۱۰) آنحضرت نے ایک یہودی سے بطور قرض غلہ خریدا اور اسکے عوض میں اپنی زرہ کو

ان النبی صلعم اشتری طعاما من یھودی الی اجل ورھنہ درعہ من حدید (بخاری ص۳۰۱)

اوسکے پاس رہن رکھدیا۔ اس قرض لینے اور زرہ گرو رکھنے دونوں میں آنحضرت کی محتاجی اور یہودیکا اعزاز موجود ہے۔

(۱۱) آپنے ایک شخص سے جو بقول بعض علماء یہودی تھا یا منافق ایک اونٹ بطور قرض لیا۔ اس نے مطالبہ کے وقت سخت کہا تو لوگوں نے اسکو پکڑنا چاہا آنحضرت نے ازراہ فروتنی فرمایا کہ اسکو کچھ نہ کہو حقدار کو

ان رجلا تقاضی رسول اللہ صلعم فاغلظ لہ فھم اصحابہ فقال صلعم دعوہ فان لصاحب الحق مقالا (بخاری ص۳۰۱)

گفتگو کا محل ہے۔

(۱۲) آنحضرت صلعم نے اہل خیبر پر یہود خیبر کو اپنا عامل (کاشتکار) بنایا اس شرط پر کہ جو

ان رسول اللہ صلعم اعطی خیبر الیھود علی ان یعملوھا ویزرعوھا ولھم شطر ما خرج منھا

کچھ اس زمین سے پیدا ہو اسمیں سے نصف دونگا کہیں نصف آنحضرت کو دیں آنحضرت نے خیبر پر فتح پاکر یہود کو نکالدینا چاہا پھر انکی درخواست پر اس ذلت سے اونکو بچایا اور اپنا مزارع بناکر ممتاز فرمایا۔

(۱۳) آنحضرت کے داماد ابوالعاص (شوہر زینبؓ) نے مشرکین کے کہنے پر حضرت زینبؓ

ثم ذکر رسول اللہ صلعم صھرا لہ من بنی عبد شمس

کو طلاق نہ دی تو آپنے اس کا شکریہ ادا کیا۔

فاثنی علیہ قال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفی لی (بخاری ص۴۳۸) وکان ابو العاص مصافیا لرسول اللہ وسالہ المشرکون ان یطلق زینب فابی فشکر لہ علیہ السلام ذلک ولما اطلقہ من الاسر شرط علیہ ان یرسل زینب الی المدینۃ فعاد الی مکۃ وارسلہا فلذا قال الخ (قسطلانی ص۴۶۲ ج ۳)

اور جب اوس کو بدر کے قیدیون مین چہوڑ دیا تو اوس یہہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کے پاس بہیجوا دے۔ اس نے اس عہد کا ایفا کیا تو آپ نے اسکو اسپر سراہا۔ یہہ واقعہ اُس موقعہ پر ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح کرنا چاہا تہا۔

(۱۴) حضرت صدیق اکبر کفار مکہ کی تکلیف دہی سے حبشہ کیطرف چل نکلے تو راستہ مین

خرج ابو بکر رض مہاجرا قبل الحبشۃ حتی اذا بلغ برک الغماد لقیہ ابن الدغنۃ وھو سید القارۃ فقال این ترید یا ابا بکر فقال اخرجنی قومی قال ابن الدغنۃ وانا جار لک فارجع الخ (بخاری ص۲۵۷)

اونکو ابن الدغنہ (رئیس مشرکین بنی قارہ) ملا اوس نے آپکا حال سنکر کہا کہ آپ میری پناہ مین رہین اور مکہ مین واپس ہون آپ اس کے پناہ مین آکر رہے یہانتک کہ اوس نے مشرکین کے کہنے سے اپنی پناہ اٹہالی۔

(۱۵) حضرت عمر فاروق نے اپنے بہائی مشرک کو جو مکہ مین تہا ایک ریشمین جوڑہ

فارسل بہا عمر الی اخ لہ بمکۃ (مشرک) قبل ان یسلم۔ (بخاری ص۲۵۷)

ہدیہ دیا اور ہدیہ وہ نوع اعزاز واکرام ہے جس سے حصول محبت متصور ہی۔ چنانچہ نمبر ۶ کے ذیل مین اسکا ثبوت دیا گیا ہے۔

(۱۶) کفار مکہ نے مسلمانون کو دین کے سبب تکلیف دی تو آنحضرت نے مسلمانون کے

باب ہجرۃ المسلمین من مکۃ الی ارض الحبشۃ باشارتہ صلعم لما اقبل کفار قریش علی من آمن یعذبونہم ویوذونہم لیردوہم عن دینہم فکانت الہجرۃ مرتین الاولی فی رجب سنۃ خمسۃ من المبعث وذکر ابن اسحق ان السبب فی ذلک ان النبی صلعم قال لاصحابہ لما رای المشرکین یوذونہم ولا یستطیع ان یکفہم ان بالحبشۃ ملکا لا یظلم عندہ احد فلو خرجتم الیہ حتی یجعل اللہ لکم فرجا (بخاری ص۵۴۶ ج ۱ ص۵۴۶)

پاس حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی تعریف کی اور اسکے پاس جا رہنے کی رغبت دلائی تب مسلمانون نے حبشہ کیطرف ہجرت کی اور اس عیسائی بادشاہ کی پناہ لی۔

(۱۷) حضرت ابن عمرؓ کے گہر مین بکری ذبح ہوئی تو آپنے اہلبیت کو فرمایا کہ تم نے ہماری ہمسایہ یہودی کے لئے بہی گوشت بہیجا ہے پہر فرمایا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجہے جبرئیلؑ ہمسایہ کے حقمین وصیت کرتے رہے جس سے مجکو گمان پڑا کہ وہ اسی وارث بناوینگے۔

ان عبد الله بن عمرؓ ذبحت له شاة في اهله فلما جاء قال اهديتم لجارنا اليهودي سمعت رسول الله صلعم يقول مازال جبريل يوصيني بالجار حتى ظننت انه سيورثه (ترمذی ص ۲۲ ج ۲ وادب مفرد بخاری)

(۱۸) حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف نے (جو عشرہ مبشرہ سے ہین) امیہ بن خلف (رئیس مشرکین مکہ) سے معاہدہ کیا اور لکہدیا کہ تم میرے عیال و اطفال کو جو مکہ مین ہین سنبہالنا مین تمہاری مال کے جو مدینہ مین ہے حفاظت کرونگا جب مینے اپنا نام عبد الرحمن لکہا تو اُس نے کہا مین نہین جانتا رحمن کیا چیز ہے اپنا وہی نام لکہہ جو کفر کی حالت مین تہا پس مینے عبد بن عمرو لکہدیا جب وہ بدر کی لڑائی مین (آنحضرتؐ سے لڑنیکو) آیا تو مین (اپنے اس معاہدہ کی رعایت سے) اُسکی حفاظت کو نکلا جب لوگ سو گئے بلال نے اُسکو دیکہہ لیا تو کہا یہ (کافر) بچ گیا تو مین نہین بچونگا۔ تسپر انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچہے نکلی۔ مینے اون کے شغل کے لئے امیہ کے بیٹے کو چہوڑا انہون نے اسکو مار کر بہی ہمارا پیچہا نہ چہوڑا جب وہ ہمکو آملے تو مینے اُمیہ سے کہا کہ تو بیٹہہ جا پہر مین اوسکے اوپر اسکے بچانے کو پڑ گیا۔ اونہون نے

عن عبد الرحمن بن عوف قال كاتبت امية بن خلف كتابا بان يحفظني في صاغيتي بمكة واحفظه في صاغيته بالمدينة فلما ذكرت الرحمن قال لا اعرف الرحمن كاتبني باسمك الذي كان في الجاهلية فكاتبته عبد بن عمرو فلما كان يوم بدر خرجت الى جبل لاحرزه حين نام الناس فابصره بلال فخرج حتى وقف على مجلس الانصار فقال امية بن خلف لا نجوت ان نجا امية فخرج معه فريق من الانصار في آثارنا فلما خشيت ان يلحقونا خلفت لهم ابنه ليشغلهم فقتلوه ثم ابوا حتى يتبعونا وكان رجلا ثقيلا فلما ادركونا قلت به ابرك فبرك فالقيت عليه نفسي لامنعه فتخللوه بالسيوف من تحتي حتى قتلوه وأصاب احدهم رجلي بسيفه (بخاری ص ۳۰۸ باب اذا وكل المسلم حربيا)

تلے سے اوسکو تلوارون سے کاٹ دیا حتی کہ میرے پاؤن کو بھی تلوار کا زخم پہنچا۔ ،
دیکھو حضرت عبدالرحمن بن عوف فقط اپنے عہد و دوستی کے لحاظ سے اور اپنی اولاد کی
حفاظت کے شکریہ و معاوضہ مین کسقدر اِس کافر کی جان بچانے مین کوشش کی۔
اِسی فتح الباری مین جسکے قول پر یہہ بحث ہو رہی ہے اس حدیث نبوی کے شرح مین
کہا ہے کہ لفظ ہمسایہ سبکو (مسلم ہو خواہ کافر عابد ہو یا فاسق) شامل ہے جیسا کہ ابن عمر رضہ نے
سمجھا اور یہودی ہمسایہ کو اسمین داخل کیا ہے۔
اُن سبھی موقعون پر (ناظرین غور کرکے دیکھین) کفار کی تحقیر و تذلیل کلی پائی جاتی ہے
یا کسی موقعہ پر کسی کافر (بیوی۔ باپ۔ بھائی۔ عہدی۔ مُہدی۔ مہدیٰ الیہ۔ سفیر۔ بادشاہ
مستاجر۔ اجیر۔ مقرض۔ ہمسایہ۔ وکیل۔ وغیرہم) کی توقیر و تعظیم بھی پائی جاتی ہے؟ ناظرین
کو کسی موقعہ پر تو ضرور ماننا پڑیگا کہ یہان کافر کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ اس سے وہ عام ادعا
کہ کفار سے کسی قسم کا معاملہ (جسمین اُنکی عزت اور مسلمان کی فروتنی یا حاجت پائی جاوے)
جایز نہین ہے" باطل ہوا۔ یہہ ادعا ہمنے پہلے زمانہ کے علماء اسلام سے کسی کتاب مین
نہین پایا۔ آجکل کے بعض اہل اسلام (جو اسلام کے نادان دوست ہین) کی زبان سے نہیں
نوُنکے چہرون سے صورت سے وضع سے طریق سے ٹپک رہا ہے۔ جہان اونہون نے
کسی مسلمان کو انگریز سے ملتے ہوئے یا اونکا کوئی کام کرتے ہوئے (عزت کے ساتھہ کیون
نہ ہو) دیکھا اُس پر کفر یا فسق کا دل سے فتوی لگایا اور انکی طرف کراہت و حقارت سے
دیکھا حالانکہ وہ خود انگریزون کے زیر سایہ رہتے ہین انکے امن و حمایت مین ازادی سے
اوقات بسر کرتے ہین اونکی بدولت ہزارون اسباب و سامان امن و اسایش پاتے ہین طرفہ
یہہ کہ انگریزون کے کئی ملازمون اور مقربون کا دیا کھاتے ہین اُن کے بدیون نمکساون
سے پیٹ پالتے ہین۔ پر انصاف سے نہین سوچتے کہ ہم اُن لوگون کے اختلاط و تعلقات
پر کیون چین بجبین ہوتے ہین۔ اُن احسانات کا یہہ شکر ہے جو ہم کرتے ہین احسان تو کافر

کا بہی فراموش کرنا نہین آیا اور ہادی اسلام نے یہہ طریقہ نہین بتایا بلکہ صاف فرمادیا ہے

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ (ابوداؤد صفحہ ۳۶ ج ۲)

کہ جو کوئی لوگون کا (مومن ہون یا کافر) شکر گزار نہ ہوگا وہ خدا کا کیا شکر کریگا

بلکہ ہادی اسلام نے خود اون کافرون کا جن سے مسلمانون کو کچہہ نفع پہنچا شکر ادا کیا

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لا یستکبرون (مایدہ ۱۱)

اور اُن کی خوبیونکا اظہار فرمایا۔ سورہ مایدہ مین ہے تو سب لوگون سے زیادہ دشمن مومنونکا یہود کو پاویگا اور سب سے زیادہ دوستی مین انسے قریب ان لوگون کو پائیگا جو اپنے تئین نصاری کہتے ہین۔ یہہ اسلئے کہ اُن مین عالم اور درویش ہین اور وہ تکبر نہین کرتے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اساری بدر لو کان مطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ہؤلاء لترکتہم لہ بخاری صفحہ ۵۱۳ ای اکراما لہ واحتراما وقبولا لشفاعتہ لما کانت لہ عندہ صلی اللہ علیہ وسلم من الید حین رجع من الطائف فی جوارہ (قسطلانی صفحہ ۳۰۶ ج ۶)

آنحضرت پر مطعم بن عدی کا جو کفر مین مرا یہہ احسان تہا کہ آنحضرت کے طائف سے واپس تشریف لانے پر آپکو اس نے مشرکین کی تکلیف سے بچایا جس کے شکر و احترام مین بدر کے دن آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجہے ان قیدیونکی رہائی کے سفارش کرتا تو مین انکو چہوڑ دیتا۔

قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین قال فعلتہا اذا وانا من الضالین (الشعراء ع ۲)

حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کے گہر مین پرورش پائی پہر اُن کے ہاتہہ سے نادانستہ انمین سے ایک آدمی کی جان گئی تو فرعون نے حضرت موسی کو اپنا احسان پرورش یاد دلایا

اور اس خون کے ارتکاب پر ناشکریکا الزام دیا۔

حضرت موسیٰ نے اس الزام کو مان کر یہہ کہا کہ مینے یہہ کام بہولے سے کیا اور اسکے احسان

وتلك نعمة تمنها علي ان عبدت بني اسرائيل - (شعرا ۳۶)

تربیت کے ماننے سے انکار نہ کیا - بلکہ اس احسان کے مقابلہ مین ایک اور الزام بنی اسرائیل کو قیدی (یا غلام) بنانیکا دیا جسمین اس احسان کا معارضہ ہے -

امام رازی نے اس آیۃ کے تفسیر مین کہا ہے - اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کے

واعلم ان في الاية دلالة على ان كفر الكافر لا يبطل نعمته على من يحسن اليه ولا يبطل منته لان موسى عليه السلام انما ابطل ذلك بوجه اخر على ما بينا - واختلف العلماء فقال بعضهم اذا كان كافرا لا يستحق الشكر على نعمته على الناس - انما يستحق الاهانة بكفره * * وقال اخرون لا يبطل الشكر بالكفر وانما يبطل بالكفر الثواب والمدح الذي يستحقه على الايمان - والاية تدل على هذا القول الثاني (تفسیر کبیر ج ۲)

سبب کافر کا احسان نعمت باطل نہین ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو اور وجہ سے باطل کیا چنانچہ ہم نے بیان کیا - علماء کا اسمین اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ کافر منعم انعام کرنے سے شکر کا مستحق نہین ہوتا بلکہ وہ کفر کے سبب سے اہانت کا مستحق ہے دوسرے یہہ کہتے ہین کفر کے سبب اسکا شکر احسان باطل نہین ہوتا گو وہ کفر کے سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنون کے لئے سزاوار ہے مستحق نہین رہتا - یہہ آیہ اس دوسرے گروہ کے قول کے لئے سند ہے -

اسلام کے پیروی اور دوستی کے مدعیون کو چاہئے کہ اس سنت ہادی و بانی اسلام پر عمل کرین جس کافر سے کسی نوع کا نفع پاوین اسکا کفران نعمت نہ کرین دل سے زبان سے ہاتہہ سے پاؤن سے جس طرح ہو سکے اوسکا شکریہ ادا کرین اور نہین تو جو لوگ ان کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہین اونکو دنیاوی نیک کامون مین مدد دیتے ہین انہی کی تحسین راے کرین یہہ بہی نہ ہو سکے تو بحکم ؎ مرا ز خیر تو امید نیست بد مرسان ۔ دل سے زبان سے اُن کو

تکلیف نہ پہنچادین -

حافظ ابن حجر عسقلانی نے عبارت منقولہ بالا کے بعد مہلب سے نقل کیا ہے کہ علماء نے کفار

وقال المهلب كره اهل العلم ذلك الا بشرطين احدهما ان يكون ذلك عمل لا يعين به على المسلمين فعله والشرك لا يعينه على	کی ملازمت یا اُجرت کو مکروہ کہا ہے مگر بحالت ضرورت دو شرطون سے جایز رکھا ہے ایک یہ کہ وہ کام جسمین کفار کی نوکری کیجاوے مباح ہو دوسری یہ کہ وہ کام انجام کو مسلمانون کے حق مین

مضرت نہ پڑے - اسمین بھی ہمارے اُس بیان کی تائید ہوئی کہ اس باب مین اصل کام کو دیکھنا چاہئے کہ وہ جایز ہے یا ناجایز -

اور جو اسمین جواز کو شرط ضرورت سے مقید کیا ہے اسکا جواب پہلے ادا ہو چکا ہے کہ شرط مذکور کے احتمال یا امکان کی اُسوقت گنجایش ہے جبکہ عدم جواز ملازمت پر کوئی دلیل قایم ہو اور جو اسمین یہ شرط لگائی ہے کہ وہ کام انجام کو مسلمان کے حق مین مضرت نہ پڑے اسمین یہ بتلانا ضروری ہے کہ مسلمان کو اس بات کا علم و یقین بھی پہلے ہی سے کام کرنیکے وقت حاصل ہو چنانچہ شروع جواب مین یہ بات بتلائی گئی ہے اور اگر مسلمان کو کام کرنیکے وقت اسکا علم نہ ہو گو وہ کام اخیر کو مسلمان کے لئے مضر ہی کیوں نہ پڑے تو بشہادت حدیث جناب مسلمان کو اسکا کرنا گناہ نہین ہے - جو تلوار جناب نے عاصی کے لئے بنائی تھی بعید نہین کہ وہ ابوجہل کے ہاتھ آئی ہو اور بدر کے دن آنحضرت کے مقابلہ مین کام آئی ہو مگر چونکہ جناب کو تلوار بنانے کیوقت اس بات کا علم نہ تھا اس لئے اس تلوار بنانے پر خدا تعالی اور اُس کے رسول نے اُسے کچھ نہ فرمایا -

اس مسئلہ کا موید وہ مسئلہ ہے جو حدیث و فقہ سے ثابت ہے کہ شیرہ انگور و کھجور وغیرہ کی بیع اُس شخص سے منع ہے جو اس شیرہ سے شراب بنا دے - عام کفار سے اسکی بیع منع نہین ہے حالانکہ ہر ایک کافر پر جو شراب پینا جایز سمجھتا ہو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے شراب

بناوے یا کسی سے بنوائے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کے لئے مجرد احتمال کافی نہین ہے اسکا علم و یقین حاصل ہونا ضروری ہے۔

اِس قول مہلب کے متصل صاحب فتح الباری اور قسطلانی نے ابن المنیر سے نقل کیا ہے کہ

قال ابن المنیر والذی استقرت علیہ المذاہب ان الصناع فی حوانیتہم کالقین والخیاط ونحوہما یجوز ان یعمل لاہل الذمۃ ولا یعد ذلک من الذلۃ بخلاف ان یخدمہ فی منزلہ وبطریق التبعیۃ لہ (قسطلانی و فتح الباری)

آخر مذاہب کا قرار اس پر ہوا ہے کہ مسلمان اہل حرفہ (لوہار درزی وغیرہ) اپنی دوکانون مین ذمی (کافرون کے لئے) کام کردین تو جائز ہے کیونکہ اسمین انکی ذلت نہین ہے۔ اور اگر اون کے گہرون مین جاکر اور انکی تابعداری مین رہکر انکی خدمت کرین تو جائز نہین۔

یہہ قول بادی الرائے مین تو پسندیدہ و مفید معلوم ہوتا ہے اِسلئے کہ کافر کی خدمتگاری مین مسلمان کی ظاہراً ذلت پائی جاتی ہے ولیکن غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذلت اِسکی ذاتی نالایقی سے پیدا ہو رہی ہے نہ کافر کی خدمتگاری و ملازمت سے۔ اگر وہ مسلمان خدمتگار ملازمت چہوڑکر گہر مین بہوکے پیٹ بیٹہہ رہیگا اور جو دو چار روپیہ تنخواہ پاتا تہا اُن سے بھی خالی ہاتہہ ہو بیٹہیگا تو کیا وہ معزز ہو جاوے گا۔

ہم ایک مسلمان سئیس یا خانسامان یا خدمتگار کی ذاتی لیاقت کے لحاظ سے اسکی حالت بیکاری اور ملازمت کافر کا باہم مقابلہ و موازنہ کرتے ہین تو انصاف ہمکو یہی فتوی دیتا ہے کہ وہ حالت ملازمت مین حالت بیکاری کی نسبت معزز ہے۔ رہی وہ ذلت جو بلحاظ اس کے اسلام اور اُس کے آقا کے کفر کے خیال مین آتی ہے سو ہم بیان کر چکے ہین کہ وہ ملازمت سے پیدا نہین ہوئی وہ ذاتی نالایقی کا نتیجہ ہے۔ جو گہر مین بیٹہکر بھی اسکے لئے لازم ہے۔ ہان اگر یہہ کہا جاتا کہ معزز اور لایق مسلمان (عالم فاضل یا مقتدا شیخ) کو کافر کی ادنی اور خسیس نوکری جائز

مضمون غیر
نیچریونکی نسبت سوال و جوابات

سوال اول

نیچریونکا یہہ قول† ہے کہ بہشت و دوزخ وغیرہ متعلق معاد و آخرت کوئی چیز محسوسی نہین ہے فقط عوام کی ترغیب کے واسطے اللہ اور رسول نے یہہ سب باتین کہی ہین اور واقع مین ان سب چیزون کا اعتقاد کرنا بیہودہ پن ہے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اگر بہشت مین حورین ہون اور بہشتیون کو شراب ملے تو بے مبالغہ ہماری خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہین اور مسلمان جس صفت سے مانتے ہین اُسکو بطور استہزا و تمسخر کے منوا مالی کا باغ اور کلوا لوہار کی بھٹی کہتے ہین اور مُردون کا ساتہہ جسم کے قبرون سے اوٹہنا اسکا بھی اونکو انکار ہے آیا یہہ عقاید اونکو اسلام سے نکالتے ہین یا نہین۔

جواب

ایسے عقیدیکا آدمی ہرگز مسلمان نہین ہے گو عوام کے فریب دینے کے لئے ظاہرا اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اس آیت کا مصداق ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون اور وہ آیات جنمین بہشت اور دوزخ و حور و قصور کا بیان ہے اون کے ظاہر معانی کو نماننا ملحدونکا کام ہے کہا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین ان ما اخبر اللہ تعالی من الحور والقصور والانہار والاشجار والاثمار لاھل الجنۃ ومن الزقوم والحمیم والسلاسل والاغلال لاھل النار حق خلافا للباطنیۃ والعدول عن ظواھر النصوص الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد یعنی بیشک جو خبر دی اللہ تعالی نے حور و قصور و نہرون اور درختون اور پہلونکی اہل جنت کیواسطے اور سیج و آب گرم و زنجیرین و طوقون کے واسطے اہل نار کے سو حق ہی اسمین فرقہ باطنیہ کا خلاف ہی اور ظاہر نصوص سے عدول کر کے ایسے معنی کا لینا جسکا

† دیکھو تفسیر نیچری صفحہ ۳۶ و ۳۷ لغایت ۴۰ جسکا حاصل اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ مین موجود ہے۔ اڈیٹر

ابن الوطن دعوی کرتے ہین الحاد ہے اور کہا ہے ملا عبد الحکیم نے حاشیہ خیالی مین فتاوی الفلاسفہ لدلیل حدوث العالم ونحوہ مثل الجنۃ والنار والتنعیم والتعذیب یدفع کفرہ لان ذلک من ضروریات الدین والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع کفرھم یعنی فلاسفہ کے تاویل کرنی دلایل حدوث عالم اور اوسکی مانند مین مثل جنت ونار وتنعیم وتعذیب کے اون کے کفر کو دفع نہین کر سکتی ہے کیونکہ بہت چیزین ضروریات دین سے ہین اور تاویل کرنی ضروریات دین مین کفر کو دفع نہین کر سکتی ہے اور یہہ وہی فلاسفہ ہین کہ جو مسلمان تھے بسبب چرہ دستی فلسفیت کی عقل کے بدہشی سے احکام قرانی وحکمت یونانی مین تطبیق دینی چاہتے ہین اور راہ تزندق کے اختیار کی ہے اور بہشت و دوزخ کے اعتقاد کو بیہودہ پن کہنا عین زندیق پن سے اور جو یہہ کہتے ہین کہ ہماری خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہین وجہ اوسکی سوای اسکے نہین ہے کہ ایسے عقیدہ کے آدمی ہمیشہ کے لئے جہنم کے کندے ہون گے مسلمانون کی جنت سے محروم رہین گے پس ایسی حالت مین دُنیا کی نعمتین اون کے حقین بہ نسبت بہشت کے بے شبہ ہزار درجہ چہ معنی بلکہ لاکہہ درجہ بہتر ہون گے اور ضروریات دین کے ساتھ جو ٹھٹھا اور تمسخر کرتا ہے قیامت مین اللہ تعالی اُس مسخرہ کو اسکے بدلے مزہ چکہاویگا کما قال واللہ یستھزئ بھم اور مردے کا جسم کے ساتھ قبر سے اوٹھنا ضروریات دین سے ہے اسکے انکار مین بھی بیشک یقینی کفر ہے جیسا کہ فرمایا شارح مقاصد نے وبالجملۃ فاثبات الحشر من ضروریات الدین وانکارہ کفر بیقین

سوال دوم

بہشت و دوزخ وغیرہ کے انکار سے نیچری کافر و ملحد کیونکر ہو سکتے ہین اسواسطے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ سے ہین اور اصول مقررہ و مسلمہ اہلسنت وجماعت کے یہ ہے کہ لا نکفر احدا من اہل القبلۃ یعنی کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی نہین جا سکتی ہے۔

جواب

فقط کلمہ پڑہنے سے کوئی اہل قبلہ نہین ہو سکتا ہے منافق بہی کلمہ پڑہتے تہے جنکی شان
مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اصطلاح
شرع مین اہل قبلہ وہ لوگ ہین جو ضروریات دین پر اتفاق رکہتے ہون بیشک سوای ضروریات
دین کے اور مسایل اختلافیہ اجتہادیہ مین اُن لوگونکی تکفیر نہین چاہئے اور جو لوگ ضروریات
دین سے انکار کرتے ہون وہ اہل قبلہ نہین ہین انکی تکفیر مین کچہہ باک نہین وہ تو بالاتفاق
کافر ہین جیسا کہ اہلسنت وجماعت کے عقاید کے کتابون سے ظاہر ہے خیالی نے اپنی حاشیہ
شرح عقاید نسفی مین لکہا ہے معنی ہذہ القاعدۃ انہ لا یکفر فی المسائل الاجتہادیۃ
اذ لا نزاع فی تکفیر من انکر ضروریات الدین یعنی معنی اس قاعدہ کا یہہ ہے کہ اہل قبلہ
کی تکفیر مسایل اجتہادیہ مین نہین کیجاویگی کیونکہ منکر ضروریات دین کے تکفیر مین کسیکو نزاع
نہین ہے۔ ایسا ہی ملا عبد الحکیم نے حاشیہ خیالی مین کہا ہے (چنانچہ اسکی اصل عبارت
صفحہ ۲ مین منقول ہو چکی ہے۔ یہان سے نیچریون کے تکفیر صاف ظاہر ہے اسلئے کہ یہہ
لوگ بہشت و دوزخ سے جو ضروریات دین سے ہین انکار کرتے ہین اور بہ سبب بدلنے معنے
جنت و نار کے کفر سے نہین بچ سکتے ہین اور کہا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین

اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین
اتفقوا علی ما ہو من ضروریات
الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد
وعلم اللہ بالکلیات والجزئیات وما
اشبہ ذلک من المسایل المہمات
فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات
والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی
الحشر او نفی علمہ سبحانہ بالجزئیات

تو جان لے تو کہ بیشک اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہین
جو ضروریات دین پر اتفاق رکہتے ہون جیسے کہ عالم
کا حادث ہونا اور کلیات اور جزئیات کا اللہ تعالی
کو علم ہونا اور قیامت مین مردون کا جسم کے ساتھ
اوٹہنا اور مشابہ اوس کے دین کے بڑے
بڑے مسئلہ ہین۔ پس جو شخص کہ اپنی عمر بہر طاعت
کرتا رہا اور عالم کو قدیم مانتا گیا اور جسم کے
ساتھ مردون کے اوٹہنے کا اور اللہ تعالی کے

لا یکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا یکفر ما لم یوجد شیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر منه من موجباته انتهی

علم جزئیات کا قایل نہ ہوا وہ اہل قبلہ سے نہین ہے اور بیشک اہلسنت وجماعۃ کے نزدیک عدم تکفیر سے اہل قبلہ کی یہہ مراد ہے کہ جبتک کفر کی نشانیون سے کچھہ نپائی جاے اور اسباب سے اسکے کوئی سبب صادر نہ ہو تکفیر نہین کیجائیگی ..... اس سے اہل قبلہ کی ماہیت اچھی طرح سے ظاہر ہوگئی اور قاعدہ مقررہ مسلمہ اہلسنہ وجماعہ کا مطلب خوب حل ہوگیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ حشر اجساد کا اعتقاد رکہنا بہی ضروریات دین سے ہے اسکا نہ ماننے والا کافر ہے اہل قبلہ نہین ہے اور ملا علی قاری کیطرح بحرآبادی نے بہی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین لکہا ہے بوجہہ طوالت کے نقل نہین کیا جاتا - اور کہا ہے قاضی عضد الدین نے مواقف مین کہ

ولا یکفر احد من اهل القبلة الا فیما فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار النبوة او ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کاستحلال المحرمات واما ما عداه فالقائل به مبتدع لا کافر انتهی -

کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہین کیجا سکتی ہے مگر جس صورت مین صانع قادر دانا کی نفی ہو یا شرک ہو یا نبوت کا انکار ہو یا ایسی چیز کا جسکا دین مین پایا جانا بالبداہتہ معلوم ہو یا نماننا مسئلہ اجتماعی کا جسپر سب کا اتفاق ہو مثل حلال جاننے حرام چیزون کے اور جو چیز ان سب کے سوا ہی اسکا قایل مبتدع ہے نہ کافر انتہی -

سوال سوم

حضرت شیخ محی الدین عربی علیہ الرحمہ سے تفسیر ہے اُسمین باطن معنی کو اختیار کیا ہے اور ظاہر معنی سے اونکو انکار ہے اور یہی اونکا مذہب تھا اہل نیچر نے بھی اکثر مقام مین ایسا ہی کیا ہے بلکہ بعض جگہہ مین کلام شیخ کے ساتھہ استدلال کیا ہے اسی جہت سے بعض نیچری اپنے کو متبع شیخ کہتے ہین پہر یہہ لوگ ملحد وبیدین کیونکر ہوسکتے ہین

جواب

حضرت شیخ کی وہ کتاب جو عوام مین تفسیر مشہور ہے حقیقت مین تفسیر نہین ہے خود اُس کتاب کے خطبہ مین فرماتے ہین کہ مین تفسیر کے گرد گھومنے والا نہین ہون اور اُسکے لئے حد معین ہو چکا اوسمین رائی کو کچھ دخل نہین ہے جس شخص نے اپنی رائے سے تفسیر کہی پس تحقیق کافر ہوا اور مین تاویل کرتا ہون اور اوسکی حد تک نہین پہنچا ہون۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرا شخص مجھسے عمدہ تاویل کرے اور یہہ میری تاویل ارباب ذوق کیواسطے نمونہ ہے تا حسب استعداد کے تلاوت کے وقت مخفیات غیب سے مکشوف ہون اور اون پر کیا موقوف ہے جتنے اہل اسلام ارباب اشارات سے ہین سب کے سب ظاہر معنی قرآن کو حق سمجھتے ہین اور اوس کے ساتھہ کہتے ہین کہ فلان آیت مین فلان امر کی طرف اشارہ ہے اور اس کہنے سے اون کی یہہ غرض نہین ہے کہ معنی ظاہر مراد نہین ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج التکمیل الایمان مین فرماتے ہین واہل تحقیق از ارباب اشارات گویند کہ مراد منصوص معانی ظاہر است قطعاً وباوجود آن دران رموز واشارات است کہ باظواہر منافات ندارد مثلاً فرعون وموسیٰ مخالف ہستند وقضایا وقایع کہ درمیان ایشان وقوع یافت ثابت شدہ است وباوجود آن اگر تراشارتے بقضیہ روح ونفس مثلاً دارند صورتے دارد نہ آنکہ گویند این نہ موسیٰ ہست نہ فرعون ہمان روح ونفس است فقط وہمچنین فاخلع نعلیک امرست بموسیٰ علیہ السلام کہ در وادی بوادی مقدس براہ ادب رود ونعلین خود را بکشد وپائے برہنہ بیاید وباوجود آن اشارت ہست باخراج کونین واسقاط از نظر در مقام قدس ومحبت مولیٰ نہ آنکہ اینجا نہ وادی مقدس است ونہ موسیٰ ونہ نعلین کفرباوہ تر وناممکن تر ازین نمی باشد۔ اور کہا ہے ملا علی قاری نے

واما العدول عن ظواهرها الى معان يدعيها الملاحدة والباطنية فمن ذندقة فلاف ما ذهب اليه بعض الصوفية من	شرح فقہ اکبر مین ظاہر معنی سے عدول کرکے اُن معنی کا اختیار کرنا جسکا اہل باطن وملحد دعوی کرتے ہین سو زندیق پن ہے

ان النصوص علی ظاهر العبارات الا ان فیها بعض الاشارات فهو من کمال الایمان وجمال العرفان کما نقل عن الامام حجة الاسلام ان فی قوله علیه السلام لا یدخل الملائکة بیتا فیه کلب اشارة الی ان رحمة الله لا یدخل قلبا ارتسخ فیه صفات سبعیة ۔

بخلاف اسکے کہ جسکی طرف بعض صوفیہ گئے ہین کہ نصوص و کتاب و سنت اپنی ظاہر عبارت پر ہین لیکن اونمین بعض اشارات ہین پس وہ کمال ایمان اور خوبی عرفان سے ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام سے منقول ہے کہ اس قول مین پیغمبر علیہ السلام کے کہ جس گہر مین کتا ہو اوسمین فرشتے نہین داخل ہوتے ہین اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ جس قلب مین صفات درندے چارپایون کی راسخ ہون اُس قلب مین اللہ کی رحمت نہین داخل ہوتی ہے انتہی ۔ ہان فرقہ ملاحدہ باطنیہ قرامطہ اسماعلیہ وغیرہم ظاہر معانی سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مقصود خدا کا باطن معنی ہے اور باطن مانند مغز اور ظاہر مثل پوست کے ہے یہانتک کہ صلوۃ سے رسول مراد لیتے ہین اور معنی زکوۃ تزکیہ نفس کہتے ہین اور مراد کعبہ و صفا سے نبی اور باب و مروہ سے علی ہین غرضکہ اسی طرح جمیع احکام ظاہر شرع کو ساتہہ تاویلات فاسدہ کے بدلڈالا ہے اور انہین مزخرفات کو مراد خدا ٹہرایا ہے اسی لئے وہ بالاتفاق کافر ہین کسی نے اُن کے کفر مین اختلاف نہین کیا ہے اور انہین کے حق مین شیخ محدث دہلوی نے تکمیل الایمان مین فرمایا ہے مقصود این ملاحدہ ابطال و افساد دین است خذلہم اللہ نیچریونکے پیشوا بھی ملاحدہ ہین کیونکہ یہہ لوگ بھی اکثر مقام مین ظاہر معنی سے انکار کرتے ہین اور آیات قرآن کے ایسے معنی لئے ہین کہ جنکو الفاظ سے کچہہ مناسبت نہین ہے اور جن پر لغت عرب شہادت نہین دیتی ہے قرآن شریف کو ایسے معانی لیکر بدر چاچ سے بھی زیادہ ادق کردیا ہے اور اونکی تفسیر مہمل ہونے مین کلام جعفر زٹلی سے بہی سبقت لیگئی ہے ہرگز یہہ لوگ متبع شیخ نہین ہین اون کے اتباع کا دعوی محض جہوٹ ہی اس بات کے مشہور

کرنے سے عوام مسلمانون کو دہوکا دیکر زندقہ والحاد کیطرف بلانا ہے ورنہ کہان شیخ
اور کہان یہہ شیخ تو ولی اللہ تہے ان لوگون کو ان کی تقلید واتباع سے کیا سروکار اور
حضرت شیخ تو صدور عجائبات کو جسکو نیچریہ خلاف قانون فطرت وغیر ممکن کہتے ہین محال
نہین سمجہتے ہین مثلاً نیچریہ اصحاب فیل کے ہلاکت کو چیچک کے عارضہ سی کہتے ہین اور حضرت
قدس سرہ فرماتے ہین کہ چڑیون نے سنگریزہ سے ہلاک کیا جیسا کہ قرآن مجید کی ظاہر عبارت
سے ثابت ہی چنانچہ اس مضمون کو اپنی اُس کتاب مین جو تفسیر مشہور ہی لکہا ہے چونکہ عربی
زبان مین ہے اسلئے یہان فقط ترجمہ ہندی پر اکتفا کیا جاتا ہی۔ وہ کتاب تو نیچریون کی قدردانی
سے بہت پہیل گئی ہے اور بآسانی ملسکتی ہے جسکو شک ہو وہ دیکہہ لے فرماتے ہین کہ
یہہ واقعہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے قریب ہوا ہے اور اللہ کے قدرت کی علامتون سے
ایک علامت اور اوسکے غضب کے ایک نشانی ہے اوس شخص پر جس نے اوسکے حرم کی بیحرمتی
پر جرأت کی اور چڑیون کو مارنیکے لئے خدا کی طرف سی الہام ہوا تہا وہ بہ نسبت انسان کے
اللہ کے الہام کو جلد قبول کر سکتے ہین کیونکہ وہ سادہ مزاج ہین اور چہوٹی چہوٹی کنکریون
سے اُس خاصیت کی جہت سی کہ اللہ تعالی نے اُنہین امانت رکہی ہی ابرہہ اور اوسکے لشکر
کا ہلاک ہونا کوئی تعجب کی بات نہین ہے جو شخص عالم قدرت پر مطلع ہو اور اسکے لئی حکمت کا
پردہ کہلجائے وہ اِس قسم کی عجائبات کے بہید کو سمجہیگا۔ پہر اُسکے بعد اپنے زمانہ کا ایک واقعہ
بیان فرماتے ہین کہ شہر ابی ورد مین چوہون کا غلبہ ہوا تمام زراعت کو برباد کرکے دریائی
جیحون کے کنارے جنگل مین چلے گئی اوس سے ہر ایک نے ایک ایک لکڑی لی اور اوسپر چڑہ کے
پار اوتر گئے۔ کیا نیچریون نے اِس قصہ کو اونکی کتاب مین نہین دیکہا ہے اگر دیکہا بہی ہو
تو کیا عجب ہے کہ فار جو عربی مین چوہے کو کہتے ہین اوس سے کوئی قوم خاص جنگلی آدمی مُراد لیا ہو
جیسا کہ طیر سے چیچک جن سے چہپا ہوا آدمی ابلیس سے قوۃ بہیمیہ ملائکہ سے قوۃ ملکیہ جو انسان
کے اندر ہین مراد لیتے ہین کیونکہ چوہون کا ایسا فعل اُنکے کوڑہ مغز سے باہر ہے اور بذیل آیہ کریمہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين کے یہہ فرمایا ہے کہ مسخ بالحقیقت دنیا و آخرت مین حق ہے اسکا انکار نہین ہو سکتا ہے اس بارہ مین آیات و احادیث وارد ہین کقولہ تعالیٰ وجعل منہم القردة والخنازیر یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو بندر و سور بنا دیا و قال رسول اللہ صلعم یحشر بعض الناس علی صور یحسن عندها القرد یعنی بعضے لوگ قیامت مین ایسی صورتون مین اٹھائے جائینگے کہ اوسکو اعتبار سے بندر و سور اچھی معلوم ہونگے نیچری لوگ مسخ حقیقی کو غیر ممکن و محال جانتے ہین حقیقت یہہ ہے کہ یہہ سب خود مسخ کر دئے گئے ہین اور ان سے عقل انسانی چھین لیگئی ہے اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ معجزے کے قایل تھے اور فلسفون کو پاگل و احمق سمجھتے تھے حضرت مُلّا جامی علیہ الرحمہ نے نفحات الانس مین فتوحات مکیہ سے جو مشہور و عمدہ تصانیف شیخ کی ہے نقل کیا ہے کہ شیخ نے فرمایا کہ سنہ پانسو چھیاسی ہجری مین ایک عالم میری مجلس مین حاضر ہوا کرتا تھا جسطرح مسلمان لوگ نبیون کو مانتے ہین نہین مانتا تھا خرق عادات و معجزات کا منکر تھا جاڑے کی فصل تھی اور مجلس مین آگ سلگی ہوئی آتشدان مین رکھی تھی فلسفی نے کہا کہ عوام کہتے ہین کہ قوم نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا لیکن وہ سلامتی صحیح و تندرست اوس سے نکل آئے یہہ کیونکر ہو سکتا ہے آگ سے بچنا محال ہے وہ بالطبع و بالخاصیت جلانیوالی ہے اور جو آگ کا ذکر قرآنمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ مین ہے اوس سے نمرود کا غصہ مراد ہے اور اوسکا آگ مین ڈالنا اوسکا غصہ کرنا اور آگ کا ٹھنڈا ہونا غصہ کا موقوف کرنا ہے واقع مین کوئی آگ نہ تھی جب فلسفی خاموش ہوا مینے کہا کہ اگر تو کہے تو ابراہیم ع پر اللہ تعالیٰ نے جو آگ ٹھنڈی کر دی ہے اسکی تصدیق کرا دون اور اس سے میری یہہ غرض نہین ہے کہ اپنی کرامت ظاہر کرون بلکہ تجکو جو معجزہ ابراہیم ع کا انکار ہے اسکا رفع چاہتا ہون منکر نے کہا کہ ہرگز ہو نہین سکتا ہے پس مینے کہا یہہ آگ جو آتشدان مین ہے وہی ہے جسکو تو بالطبع جلانیوالی کہتا ہے کہا ہان تب مینے آتشدان کو اٹھا کر سب آگ اسکی دامن مین ایک مدت چھوڑ دیا اور اپنی ہاتھ سے تہ و بالا کیا کپڑا اسکا نہ جلا پھر اوس آگ کو آتشدان مین رکھدیا اور منکر سے کہا کہ تو اس آگ مین ہاتھ دے جب وہ ہاتھ نزدیک آگ کے لیگیا جلگیا پس اوس نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ آگ کا جلانا

۱ حضرت شیخ کا ہر جگہ معجزات و کرامات کا ثبوت دینا ۲ حضرت کی ایک کرامت خدا کرے کہ ۳ معجزے و کرامت کے قایل ہون اور ہمارا ان کے سچے پیرو ہون - آمین - کتبہ ابو الخیر عبد الحلیم الصدیقی ۴ سید محمد حسین - سید نور حسین - مولوی فضل حسین - مولوی عبد الحمید دہلوی - ابو المعالی محمد اسمٰعیل اردی - محمد اسمٰعیل جوارڈی نور الدین جلالپوری - محمد علی ردولی - محمد غضنفر علی -

ماہ جنوری ۱۸۹۲ء کے اخیر مین چھپا